

## غیر مسلم رشته دار اور بیویوں سے حسن سلوک کی تعلیم

### سینیت طبیہ کی روشنی میں

سید جلال الدین عمری

اج دنیا بھو میں مسلمان غیر مسلموں کی ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ان کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ہندوستان، مغرب اور چین جیسے مقامات پر مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیاں موجود ہیں۔ ان ممالک میں غیر مسلم بھی اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک نثر موجود ہے، پیدا کیا گیا ہے، مسلمان بھی اسے تقویت دیے رہے ہیں، کہ اسلام غیر مسلموں کی ساتھ اجتناب، سو شل بلنیکاٹ، شدت و غلظت اور شاید نفرت اور بدسلوکی کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اسلامی تعلیمات اس کے بالکل بر عکس ہیں۔ اسلام کی تصویر جن مختلف پہلوؤں سے بگاڑنے بلکہ منع کرنے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہتی ہے، ان میں ایک غیر مسلموں سے تعلقات ہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام مسلمانوں سے عیحدگی کے جذبات کو ابھارتا ہے، وہ انہیں دوسروں سے کانتا اور الگ تھلک کرتا ہے، وہ اپنوں اور غیروں کے درمیان اتنا زبردست فرق پیدا کرتا ہے کہ غیروں کے ساتھ عام انسانی تعلقات کا بھی روادار نہیں، وہ اخلاق کا درس ضرور دیتا ہے لیکن ان کا تعلق اپنے مانے والے سے ہے، دوسروں سے نہیں ہے۔ جو لوگ اسلام کے دائرے میں آ جائیں، انہیں وہ باہم اخلاقی رویہ اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے، لیکن اس دائرے سے باہر اس کی تعلیمات کا رخ بدل جاتا ہے، اور وہ ایک دوسرا ہی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے یہ شکل بڑی بھی ایک ہے۔ اس میں محبت کی جگہ نفرت و عداوت اور نزدی کی جگہ ختنی اور در عین نمایاں ہوتی ہے۔ اسلام کے مانے والوں کی اپنے مخالفین سے مذاہمت شروع ہو جاتی ہے اور وہ ان سے برس پر نظر آتے ہیں۔

اسلام کی اس خود ساختہ تصویر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جن ذہنوں کی پیداوار ہے یا تو وہ ناواقفیت کا شکار ہیں یادوسروں کو فریب اور دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام مسلمانوں کو باہم اعلیٰ اخلاقی رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، اور ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے۔ ان کے اخلاقی اور قانونی حقوق مقرر کرتا ہے، ان کے درمیان تعاون و تناصر کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اور انہیں ایک نظام حیات دے کر ایک امت بناتا ہے۔ اس امت کو اس نے ایک اعلیٰ نصب العین دیا ہے، وہ یہ کہ دنیا میں خداۓ واحد کے علم بردار بن کر اٹھے انسانوں کو ان کی دنیا اور آخرت کی فلاج کا پیغام دے، دنیا میں خیر کو عام کرے بھلاکیوں کو پھیلائے اور برائیوں کو منٹائے۔ اس دین کے بارے میں یہ تصویر کس قدر مصکحہ خیز ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں میں کدروت و نفرت پیدا کرتا ہے، انہیں ایک دوسرے کا حریف اور دشمن بناتا ہے اور ان کے تعلقات میں بگاڑ اور فساد کا ذریعہ بناتا ہے۔

### خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

قرآن مجید میں والدین، قرابت داروں، تیکیوں، مسکنیوں، پڑوسیوں، مسافروں اور غلاموں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک ہر ایک کے ساتھ مطلوب ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں ہے جس کے ساتھ بھی غیر اخلاقی رویہ اختیار کیا جائے وہ غیر اسلامی رویہ ہو گا۔

**غیر مسلم والذین سے حسن سلوک کی تعلیم: والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم قرآن مجید نے ایک جگہ ان الفاظ میں دیا ہے:**

ووصينا الانسان بوالديه احسانا حملته امه و هناعلى و هن و فصله في عامين ان اشكر لى ولو الديك والى المصير. وان جاهدك على ان تشرك بي ماليis  
لک به علم فلا تطعهما و صاحبهمما في الدنيا معروف فا۔ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دسال اس کے دو دھچھوٹے میں لگے۔ اس لئے ہم نے اسے وصیت کی کہ تم میرا بھی شکرا کرو اور اپنے والدین کا بھی میری ہی طرف پلت کر آنا ہے اگر وہ تجھ پر دباوڈا لیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ مان، اور ان کے ساتھ عروف کے مطابق اپنا برتر تارکہ۔

ان آیات میں صاف طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ والدین کے ساتھ، چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں، حسن سلوک کیا جائے گا۔ ان کے شرک و کفر کی وجہ سے ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی روادہ ہوگی۔ علامہ ابو بکر حاصص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جاہد ک کے الفاظ سے واضح کر دیا ہے کہ حسن سلوک کا یہ حکم مسلم والدین اور غیر مسلم والدین دونوں ہی کیلئے ہے۔ پھر یہ فرمائے صاحبہما فی الدنیا معروفا۔ اس حکم کو موکلا درست حکم کر دیا ہے۔

اس کے قانونی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں اس سے یہ بات تلفی ہے کہ اگر باب اولاد کو قتل کر دے تو اس سے شریعت کے عام ضابطے کے مطابق حصاص نہیں لیا جائے گا، وہ اس پر تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں جاری ہوگی، اولاد کے قرض کی عدم ادا سیگی پر اسے قید نہیں کیا جائے گا، اور یہ کہ والدین محتاج ہوں تو ان کا نام و نفقہ اولاد پر واجب ہو گا، اس لئے کہ یہ ساری چیزیں معروف کے ساتھ برداشت میں آتی ہیں اور اس کے خلاف اقدام اس کے منافی ہو گا۔ (۲)

فتخفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ آدمی کے والدین کا چاہے مسلمان ہوں یا کافر، نان و نفقہ اس پر واجب ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر والدین کے ساتھ برداشت میں معروف کی پابندی کا حکم دیا ہے۔ اس کا تلقاضا ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ لیس من المعروف ان یعيش فی نعم اللہ تعالیٰ ویتر کھما جو عا۔ یعنی یہ کوئی نیک یا عروف نہیں ہے کہ آدمی خود تو اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا رہے اور والدین کو بخواہرنے کیلئے چھوڑ دے۔ (۳)

اسلام مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک کار و ادار ہے یا نہیں اس کا اندازہ ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر کہتی ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے دوران میری ماں) جو مشرک تھیں، مجھ سے مٹے آئیں ان کا نام قیلہ تھا جنہیں حضرت ابو بکرؓ نے جمیلت کے دور میں طلاق دے دی تھی (۴) میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ انہیں مجھ سے کچھ تو قع ہے، کیا میں ان کے ساتھ تعادن اور ہمدردی کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ”اپنی ماں کے ساتھ صلح رحمی کرو“ (۵)

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بطور تخفہ قبول اور مکحسن لائی تھیں۔ حضرت اسماء نے انہیں اپنے گھر میں آنے اور تخفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر دیا۔ آپؐ نے ان سے کہا کہ وہ ان کا تخفہ قبول کر لیں اور اپنے گھر بھی آنے دیں۔ (۶)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث سے مشترک رشتہ دار کے ساتھ صلح رحمی کا ثبوت ملتا ہے۔ (۷)

کافروالدین کا انتقال ہو جائے تو مسلمان اولاد ضرورت پر ان کے کفن و دفن کا انتظام کرے رسول اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب بیار ہوئے، تو آپ نے ان کی عیادت فرمائی۔ جب انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے آ کر آپؓ کو اطلاع دی۔ ابوطالبؓ کی وفات کا سن کر آپؓ روپڑے، اور دریافت کیا کہ انہیں کون دفن کرے گا؟ آپؓ نے فرمایا جاؤ اپنے باپ کو دفن کرو۔ حضرت علیؓ نے کہا وہ تو مشرک تھے اور ہدایت سے محروم تھے۔ آپؓ نے فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو دفن کرو پھر کوئی اور کام کئے بغیر سیدھے میرے پاس آ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں ”میں گیا، انہیں دفن کیا بعض روایات میں عسل اور کفن کا ذکر بھی ہے، (۸) آپؓ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؓ نے مجھے عسل کا حکم دیا اور دعا دی ایسی دعا کہ جسی کے عوض مجھے سرخ و سیاہ اونٹ (دنیا و جہاں کی دولت) بھی پہنچنیں“ (۹) مشہور تابعی کھول کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ابوطالبؓ کے جنازہ میں شرکت کی تھی، کنارے کنارے چلے، ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ فرمایا رشتہ نے مجھ کو آپؓ سے جوڑ دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپؓ کو جزاۓ خیر دے۔ ان کی قبر پر آپؓ کھڑے نہیں ہوئے۔ (۱۰)

ابو بکر حاصص کہتے ہیں کہ ہمارے علماء احتلاف نے کہا ہے کہ کسی مسلمان کے کافر مان باپ کا انتقال ہو جائے تو وہ انہیں عسل دے گا، جنازہ کا ساتھ دیگا اور دفن کرے گا۔ اس لئے ان کے ساتھ معروف کے مطابق حسن سلوک کا جو حکم دیا گیا ہے، یہ اس میں شامل ہے۔ (۱۱)

کافر مان باپ کے انتقال کے بعد اگر انکی یاد آجائے تو آدمی ان کی قبر پر بھی جا سکتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی، تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، اور جو صحابہ کرام تھے وہ بھی روپڑے۔ آپؓ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت مانگی، تو دے دی گئی، تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، اس سے موت کی یادتازہ ہوتی ہے۔ (۱۲)

اس حدیث کے ذیل میں امام نوویؓ فرماتے ہیں: اس حدیث سے مشرکین کی، ان کی زندگی میں زیارت اور ملاقات اور سرنے کے بعد ان کی قبور کی زیارت کا جواز لکھا ہے، اس لئے کہ جب ان کی زیارت ان کی وفات کے بعد جائز ہے تو زندگی میں بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہئے۔ (۱۳)

## غیر مسلم رشتہ داروں سے حسن سلوک

قرآن مجید نے دیگر رشتہ داروں کے حقوق بھی بیان کئے ہیں، اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار تاکید کی ہے۔ احادیث میں بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ ان میں مسلم غیر مسلم دو فوں ہی رشتہ دار آتے ہیں، بعض قانونی احکام میں ان کے درمیان فرق ہے۔ لیکن حسن سلوک اور تعاقوں و ہمدردی کے غیر مسلم رشتہ دار بھی قرار دینے گئے ہیں۔ یہاں پہلے ایک قانونی فرق کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

قرآن مجید نے وراثت کے سلسلہ میں یہ قانون بیان کیا ہے کہ آدمی کے خونی رشتہ دار ہی اس کے وارث ہو سکتے ہیں، غیر رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتے۔ ایک مسلمان کی وراثت کا حق اس کے مسلمان قرابت داروں کا ہے، غیر مسلم قرابت دار اس کے وارث نہیں ہوں گے۔ اسی طرح غیر مسلم کی وراثت کا حق غیر مسلم رشتہ داروں کو ہی حاصل ہوگا، مسلمان رشتہ دار اس سے محروم رہے گا، رسول اکرم ﷺ کی واضح حدیث ہے۔ ”نَّمَّلِمَانُ كَافِرُكَا وَرَدْنَ كَافِرُمُلِمَانُ كَادَارَثُ ہوگا (۱۳)“ ورثاء سے ہٹ کر جو رشتہ دار وارث نہیں ہیں، آدمی ان کی مدد اور تعاقوں کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہئے، بوقت ضرورت ان کے حق میں وصیت بھی کی جاسکتی ہے۔

وَالوَالارْحَامُ بعْضُهُمُ اولى بعْضٍ فِي كَبِيرِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَهْجُورِينَ إِلَّا إِنْ تَفْعِلُوا إِلَيْهِمْ مَعْرُوفًا۔ (۱۵)

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل ایمان اور مہاجرین میں سے۔ مگر یہ کہ تم اپنے رفیقوں کے ساتھ کوئی بھلاکی کرنا چاہو تو کر سکتے ہو سوال یہ ہے کہ کیا غیر مسلم مسلم قرابت داروں، غیر مسلم رشتہ داروں کی بھی مدد کی جاسکتی ہے، اور ان کے لئے وصیت کرنا صحیح ہے؟ فقہاء سلف نے اس بات کا جواب اثبات میں دیا ہے۔ اسے وہ جائز سمجھتے ہیں۔ اس کی بنیاد سورۃ احزاب کی یہی آیت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ نے اپنے یہودی عزیز کے لئے وصیت کی تھی (۱۶) حضرت عکرمؓ کی ایک حدیث میں روایت ملتی ہے کہ حضرت صفیہؓ نے اپنا ایک مکان حضرت معاویہؓ گوایک لاکھ میں فروخت کیا۔ انہوں نے ایک عزیز سے، جو یہودی تھا، کہا اگر تم اسلام لے آؤ گے تو میرے وارث ہو جاؤ گے، لیکن اس نے ان کی بات نہیں مانی۔ پھر انہوں

نے اس کے نام وصیت کر دی۔ بعض لوگوں کے بیان کے مطابق وصیت تیس ہزار کی تھی۔ (۱۷) امام شعیؑ کہتے ہیں کہ: ”مسلمان نصرانی کو وصیت کر سکتا ہے“ (۱۸) این جرتح کہتے ہیں: ”میں نے حضرت عطا بن رباحؓ سے سورۃ احزاب کی آیت کے اس فقرہ، الا ان تفعلو الی اولیاء کم معروف (مگر یہ کہ تم اپنے اولیاء کے ساتھ بھلائی کرو) کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا عطا اور بخشش مراد ہے۔ کیا وہ بخشش جو ایک مومن اپنے کافر قرابت داروں کو کرتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ زندگی میں وہ جو اسے دیتا ہے، اور اپنے بعد اس کے لئے جو وصیت کرتا ہے۔“ (۱۹)

حضرت قباوهؓ سے اس فقرہ کی تشریح اس طرح نقل ہوئی ہے: ”ہاں، اس کی اجازت ہے کہ تمہارا کوئی قرابت دار جس کا دین تمہارا دین نہ ہو، تم اس کے لئے وصیت کرو۔ وہ رشتہ کے لحاظ سے تمہارا دین ہے، دین کے لحاظ سے ولی نہیں۔“ حضرت حسن بصریؓ نے بھی اس کے لئے یہی تشریح کی ہے۔ (۲۰) محمد بن حفیظؓ کہتے ہیں کہ: ”یہ آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی کہ مسلمان یہودی اور نصرانی کو وصیت کر سکتا ہے۔“ (۲۱)

اسلام چاہتا ہے کہ غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ سماجی تعلقات رکھے جائیں اور ان کے ساتھ محبت، ہمدردی، اور تعاون کا روابیہ اختیار کیا جائے۔ اس کا ایک ذریعہ تخفہ، تحائف دینا ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں حضرت عمرؓ کے ایک واقعہ سے ملتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جوڑا بطور تخفہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ریشم کے استعمال سے تو آپؐ نے (مردوں) کو منع فرمایا ہے، پھر یہ مجھے کس لئے عطا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا، یہ اس لئے نہیں کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لئے ہے کہ کسی اور کام میں لاو، کوئی دوسرا فائدہ المخوا، حضرت عمرؓ نے یہ جوڑ اپنے ایک (اخیانی) بھائی کو جو شرک تھے تخفہ میں بھیج دیا۔ (۲۲)

اس حدیث کے ذیل میں امام نوویؓ فرماتے ہیں: ”اس سب میں ولیل ہے اس بات کی، کہ کافر قرابت داروں کے ساتھ مسلم رحمی اور ان کے ساتھ حسن سلوک جائز ہے۔ اس میں کفار کو ہدیہ اور تخفہ بھیج کا جو زبھی موجود ہے۔“ (۲۳)

فقهاء نے لکھا ہے کہ کوئی غیر مسلم یا حارہ بوجائے تو اس کے مسلمان رشتہ دار کو اس کی عیادت اور خدمت کرنا چاہئے اس کے جائزہ میں شرکت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت عطا بن رباحؓ

کہتے ہیں کہ: "اگر مسلمان اور کافر کے درمیان قریبی رشتہ داری ہے تو مسلمان کو کافر کی عیادت کرنی چاہئے،" (۲۳) اسی طرح فرماتے ہیں: "اگر قریبی رشتہ داری ہے، تو مسلمان اور کافر کے درمیان، تو مسلمان کو کافر کے جنازہ میں شریک ہونا چاہئے۔" (۲۵) فقہی کی معروف و مستند کتاب بہایہ میں ہے: جب کسی کافر کا انتقال ہو جائے اسکا ولی اور سرپرست مسلمان ہوتا ہے اسے غسل دے گا اور تجھیز و تکفین کریگا۔ (۲۶)

**غیر مسلم پڑوسیوں سے تعلقات:** انسان کا عملاء سب سے قریبی تعلق پڑوں سے ہوتا ہے۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہو وہ اتنا ہی سکون اور طہانیت محسوس کرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ پڑوی اس کے لئے خطرہ نہیں، اس سے اسے کوئی نقسان اور گزندنیہیں پہنچا گا بلکہ اس کی جان، مال، عزت و آبرو محفوظ رہے گی، اور وہ اس کے دکھردار اور آسائش و راحت میں شریک ہو گا، تو وہ یکسوئی اور دلجمی کے ساتھ کاروبار حیات میں اپنی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے۔ ورنہ وہ خفت و شوار یوں سے گزرے گا۔ اسلام نے انسان کو بہترین پڑوی بننے کی تعلیم دی ہے۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے: "یو شخص اللہ اور آخوت پر یقین رکھتا ہو، اسے اپنے پڑوی کو اذیت نہیں پہنچانی چاہئے،" (۲۷) حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میرے محبوب (علیہ السلام) نے مجھ سے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ جب سالن پکا تو پانی بڑھا دو، اور اسے اپنے پڑوسیوں میں سے جس گھر کو ضرورت ہو، اس میں سے کچھ اسے بھیج دو۔ (۲۸)

پڑوسیوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم عام ہے، مسلمان پڑوی کی طرف سے غیر مسلم پڑوی بھی اس کے مستحق ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے اس تعلیم سے بھی سمجھا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے ہاں بکری ذبح ہوئی۔ آپ نے گھر والوں سے دوبار دریافت کیا کہ ہمارے فلاں یہودی پڑوی کو اس میں سے کچھ بھیجا ہے، اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریلؓ مجھے پڑوی کے معاملہ میں اس قدر تاکید کرتے تھے کہ مجھے خیال ہوتا تھا کہ یہاں سے وارثت نہ بنادیں؟ (۲۹)

رسول اکرم ﷺ نے بنفس نیش ایک غیر مسلم پڑوی کی عیادت کی ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ: "آپ بُونجار کے ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ (اس دوران) اس نے کہا، اے ما موں، آپ لا الہ الا اللہ کا اقتار تکبیح، اس نے کہا کہ ما موں ہوں یا بچا؟ آپ نے فرمایا

نہیں ماموں ہیں (اس لئے کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا تعلق مدینہ سے تھا) اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنا میرے حق میں بہتر ہے آپ نے فرمایا، ہاں،” (۳۰)

حضرت انسؓ سے ایک روایت ہے: ”ایک یہودی لڑکا رسول اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیکار ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھے۔ اس سے کہا کہ تم اسلام لے آؤ۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو قریب ہی بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا ابو القاسم کی کہاں مان لو چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ نبی وہاں سے یہ کہتے ہوئی نکلے اللہ کا شکر ہے کہ اللہ  
نے اس پچھے کو جہنم سے بچا لیا۔“ (۳۱)

ان ریات سے مشرکین اور یہود کی عیادت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسلام کا پیش کرنا تو خیر خواہی کا تقاضا ہے۔ آدمی جسے حق سمجھے اسے وہ ہر حال میں ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ فقہاء نے رسول اکرمؐ کی اس اسوہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ غیر مسلموں کی عیادت اور تعریت جائز ہے اس میں از روئے شرع کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے: ”یہودی اور نصرانی کی عیادت میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ یہاں کے حق میں ایک طرح کی بھلائی اور حسن سلوک ہے، اس سے ہمیں منع نہیں کیا گیا ہے۔ (ج ۲، ص ۲۷۲) درختار میں ہے کہ، اس بات پر اجماع ہے کہ ذمی کی عیادت جائز ہے جوئی کی عیادت کو بھی سمجھ قول کی مطابق جائز قرار دیا گیا ہے۔“ (۳۲)

اسی طرح تعریت سے بھی منع نہیں کیا گیا ہے، بلکہ کہا گیا ہے کہ کسی یہودی اور جموں کے پچھے کا انتقال ہو جائے، تو اس کے مسلمان پڑوی کو اس کی تعریت کرنی چاہئے، اور کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بہتر جان نشیں عطا فرمائے، اور آپ کے خالات کو بہتر بنائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کیلئے بھی رحمت ہے۔

## حوالہ جات

- (۱) سورۃ لقمان۔ ۱۵-۱۳
- (۲) بحاص، ابوکرا حکام القرآن، ج ۳، ص ۲۳۳
- (۳) ایضاً، ج ۲، ص ۲۶-۲۲۵
- (۴) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵/۲۳۳
- (۵) بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری کتاب البہہ اور صحیح مسلم کتاب الزکوہ
- (۶) شوکانی، نیل الاوطار، ج ۲، ص ۱۰۶
- (۷) نووی، شرح مسلم، ج ۳، ص ۸۹
- (۸) زیلیقی، نصب الرأی، ج ۲، ص ۲۸۲، ۲۸۱
- (۹) ابو داود، سلیمان بن اشعت اجتیهانی۔ سنن ابو داود کتاب البخاری اور سنن نسائی کتاب الطہارۃ
- (۱۰) عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، ج ۲، ص ۳۸
- (۱۱) بحاص، ابوکرا۔ احکام القرآن، ج ۲، ص ۳۶۲
- (۱۲) مسلم، بن الحجاج القشیری۔ صحیح مسلم کتاب البخاری اور سنن ابو داود کتاب البخاری
- (۱۳) نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۳، جز ۸، ص ۲۵
- (۱۴) بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری کتاب الفرات
- (۱۵) الاحزاب ۲: ۳۳
- (۱۶) داری، سنن داری کتاب الوصایا، ج ۲، ص ۸۱۷
- (۱۷) عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، ج ۳، ص ۳۳
- (۱۸) ایضاً
- (۱۹) ایضاً ص ۳۲
- (۲۰) ایضاً
- (۲۱) قرطبی، الاجامیح الاحکام القرآن ۲۲: ۱۲۶
- (۲۲) بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری کتاب البہہ۔ صحیح مسلم کتاب الدیاس

- (۲۳) نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۵، ص ۹
- (۲۴) عبدالرازاق، مصنف عبدالرازاق، ج ۲، ص ۳۵
- (۲۵) ایضاً / ۳۶
- (۲۶) مرغینانی، ج ۱، ص ۱۷۱
- (۲۷) ابو داؤد، سنن ابو داؤد کتاب الادب
- (۲۸) مسلم، بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم کتاب البر
- (۲۹) ابو داؤد، سنن ابو داؤد کتاب الادب
- (۳۰) ابن حبیل، من مسن احمد بن حبیل، ج ۳، ص ۱۵۲
- (۳۱) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الجناز
- (۳۲) شامی، در مختار، ج ۵، ص ۳۳۱

## منزل قریب ہے

کچھ غم نہیں ہے، حق کہ جو باطل قریب ہے ہے باعث خوشی کے مقابل قریب ہے  
 گردانے تھے جو حق کو آسان ناگیت خطرہ نہیں بھی ہو گیا مشکل قریب ہے  
 اہل جنوں نے اہل خود پر جتا دیا اب مت رہے ہیں فاصلے منزل قریب ہے  
 اے ناخداۓ امت مسلم ہرم تو نکرانا آندھیوں سے کہ ساحل قریب ہے  
 ہیں پھر بھی سر بدست روانہ ہوئے دار دیوانے جانتے ہیں کہ قاتل قریب ہے  
 کیوں کرنہ محوقص ہو وقت فدائے جان محبوب کے وصال سے بُل قریب ہے  
 القدس تیری یاد وظیفہ ہے جان کا گو جسم تو ہے دور مگر دل قریب ہے  
 اب رہروان شوق کی رفتار دیکھ کر محسوس ہو رہا ہے کہ منزل قریب ہے  
 جو کچھ گتو چکے ہو تو نہیں اس کا کوئی غم اے عزم شاد باش کہ منزل قریب ہے  
 (حاصل تمنائی)